سوال

(74) قرآن مجید کی تلاوت کی اجرت جائز نہیں جب کہ تعلیم کی اجرت جائز ہے

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہمارے ہاں مغرب میں بعض حافظ بظاہر مال کمانے کے لئے تلاوت کرتے ہیں۔ جب بھی ان کے لئے محفل قائم کی جائے تو اس میں شرکت کرتے اور الفاظ پر غور اور احترام تلاوت کے بغیر قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ اس طرح کی محفل میں حاضر ہونے سے ان کا بڑا مقصد اجرت لینا اور لوگوں سے صدقات وخیرات وصول کرنا ہوتا ہے ان صدقات وخیرات کو جمع کرکے یہ آپس میں تقسیم کرلیتے ہیں اور کسی فقیر ومسکین کو اس میں سے کچھ نہیں دیتے۔

سوال یہ ہے کہ اسلامی شریعت کی روشنی میں ان صدقات کا کیا حکم ہے۔ جسے یہ آپس میں تقسیم کرنے کے لئے جمع کرتے اور اس مقصد کے لئے تلاوت کو استعمال کرتے ہیں۔؟ میں نے ایک کتاب میں نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث پڑھی تھی۔ کہ ''جس نے مال کمانے کے لئے قرآن استعمال کیا تو وہ قیامت میں اس طرح آئے گا کہ اس کا چہرہ ہڈی کی طرح ہوگا'' یعنی گوشت سے خالی ہوگا۔ تو کیا یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ نیز یہ فرمائیں کہ اس آیت کریمہ :

قُل ما أَسـَٔلُكُم عَلَيهِ مِن أَجرٍ وَما أَنا۠ مِنَ المُتَكَلِّفينَ ٨٦ ... سورة ص

کے کیا معنی ہیں۔؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اولاً!تلاوت قرآن محض عبادات اور ایک ایسا ذریعہ ہے۔ جس سے بندہ اپنے رب کا تقرب حاصل کرتا ہے۔ اور عبادات کے سلسلے میں اُصول یہ ہے کہ انھیں مسلمان محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے سر انجام دے اور ان کے ثواب کی اللہ تعالیٰ ہی سے امید رکھے۔ مخلوق سے اس کے صلہ وشکریہ کی اُمید نہ رکھے۔ یہی وجہ ہے کہ سلف صالح کا محفلوں اور مجلسوں میں قرآن پڑھ کر اُجرت وصول کرنے کا طریقہ نہ تھا۔ نہ آئمہ دین میں سے کسی سے منقول ہے۔ کہ انھوں نے اس کا حکم دیا ہو۔ اس کی رخصت دی ہو اور نہ ہی یہ ثابت ہے۔ کہ ان میں سے کسی نے بھی تلاوت قرآن کی اجرت وصول کی ہو۔ نہ کسی خوشی کے موقع پر اور نہ کسی غم کے موقعہ پر بلکہ وہ تو محض اللہ تعالیٰ سے حصول ثواب کی خاطر تلاوت کیا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی یہی حکم دیا ہے۔ کہ جو شخص تلاوت کرے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ ہی سے سوال کرے۔ لوگوں سے سوال کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ان کا گزر ایک قصہ گو کے پاس سے ہوا جو قرآن پڑھ کر سوال کر رہا تھا آپ نے ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے :

من قراء القرآن فليسال اللہ بہ فانہ سیجیء اقوام یقرءون القرآن یسالون بہ الناس (جامع ترمذي   مسند احمد)

''جو شخص قرآن پڑھے تو وہ اللہ تعالیٰ ہی سے سوال کرے ۔ عنقریب کچھ لوگ ایسے بھی آئیں گے جو قرآن پڑھ کر لوگوں سے سوال کریں گے ۔''

باقی رہا قرآن کی تعلیم یا اس کے ساتھ دم کر کے اجرت لینا یا کوئی ایسا عمل جس کا نفع غیر قاری تک بھی پہنچے تو صحیح احادیث سے اس کا جواز ثابت ہے ۔ جیسا کہ حدیث ابو سعید میں ہے کہ ایک آدمی نے سورت فاتحہ کے ساتھ دم کر کے شفاء حاصل ہونے پر مریض سے بطور اجرت بکریوں کا ایک ریوڑ لیا تھا اور حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کی ایک عورت سے شادی کےلئے مہر یہ مقرر کیا کہ اسے جس قدر قرآن یاد ہے وہ عورت کو بھی یاد کرا دے ۔ لیکن جو شخص نفس تلاوت پر اجرت لیتا ہے ۔ یا تلاوت کرنے والوں کی ایک جماعت کو اجرت پر بلاتا ہے تو وہ سلف صالح کے اجماع کے خلاف کرتا ہے ۔

ثانیاً! قرآن مجید اللہ کا کلام ہے ۔ مخلوق کے کلام پر اس کی فضیلت اسی طرح ہے جس طرح خود اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں پر فضیلت حاصل ہے ۔ تلاوت قرآن مجید تمام اذکار سے بہترین اور افضل ترین ہے لہٰذا تلاوت کرنے والے کو چاہیے کہ وہ بادب ہو کر خشوع وخضوع اور اخلاص کے ساتھ حسن انداز میں حسب قدرت معانی پر غور کرتے ہوئے تلاوت کرے ۔ تلاوت کی بجائے دیگر اذکار کا شغل اختیار نہ کرے ۔ نہ تکلف و تصنع (بناوٹ) سے کام لے ۔ اور نہ ضرورت سے زیادہ آواز بلند کرے ۔ جو لوگ تلاوت قرآن کی مجلس میں حاضر ہوں ۔ انہیں چاہیے کہ خاموشی کے ساتھ تلاوت کو سنیں اور معانی پر غور کریں کوئی لغو کام کریں نہ تلاوت کے وقت دوسروں کے ساتھ باتیں کریں اور نہ قاری اور حاضرین مجلس کو تشویش میں ڈالیں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَإِذا قُرِئَ القُرءانُ فَاستَمِعوا لَهُ وَأَنصِتوا لَعَلَّكُم تُرحَمونَ ٢٠٤ ... سورة الاعراف

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے ۔ اور اپنے پروردیگار کو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف سے اور پست آواز سے صبح شام یاد کرتے رہو اور (دیکھنا) غافل نہ ہونا ۔''

ثالثاً! لوگ فکر و فہم کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں ۔ ہر مکلف پر فرض ہے کہ وہ دین اور احکام شریعت کو اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ فہم و وسعت وقت کے مطابق سمجھنے کی کوشش کرے تاکہ خود عمل کر سکے اور دوسروں کی رہنمائی کر سکے سب سے پہل جسے سمجھنا جس کی طرف مائل ہونا ۔ اور جس کی طرف سے دل سے متوجہ ہونا ضروری ہے ۔ وہ اللہ کی کتاب ہے قرآن کے جس مقام کو خود نہ سمجھ سکے اس کے سمجھنے کےلئے اللہ تعالیٰ سے استعانت (مدد طلب) کرے اور پھر حسب طاقت وقدرت علماء سے مدد لے اور اگر اس کے باوجود کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ انسان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا ۔ مقدور بھر کوشش کے باوجود اگر کوئی شخص قرآن کو نہ سمجھ سکے تو اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ تلاوت کرنا بھی چھوڑ دے ۔ مقدور بھر کوشش کے باوجود نہ سمجھ سکنا معیوب نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

الماہر فی القرآن مع السفرۃ الکرام البررۃ والذي یقراء القرآن ویتمتع فیہ وہو علیہ شاق لہ اجران (صحیح مسلم   مسند احمد)

''قرآن کا ماہر معزز و نیکو کار فرشتوں کے ساتھ ہوگا ۔ اور جو شخص قرآن پڑھتا ہے ۔ اس میں اٹکتا ہے ۔ اور وہ اس پر گراں گزرتا ہے تو اسے دوگنا اجر و ثواب ملتا ہے ۔''

رابعاً! فقیر کےلئے یہ جائز ہے ۔ کہ وہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضرورت کے مطابق صدقہ لے سکتا ہے صدقہ کرن والے کےلئے دعائے خیر کرنا مسنون ہے ۔ لیکن قرآن کی تلاوت کر کے اجرت لینا یا وعظ و نصیحت کر کے مال وصول کرنا یا برکت کی اُمید سے کسی کو مال دینا یا حصول برکت کےلئے کچھ لوگوں کو جمع کرنا جائز نہیں ہے ۔ ابتدائی تین صدیوں میں جنھیں رسول اللہ ﷺ نے خیر القرون قرار دیا ۔ مسلمانوں میں اس طرح کا کوئی رواج نہ تھا ۔

خامساً! ارشاد باری تعالیٰ :

قُل مَا أَسـَٔلُكُم عَلَيهِ مِن أَجرٍ وَمَا أَنَا مِنَ المُتَكَلِّفِينَ ٨٦ سورة ص

((اے پیغمبر) کہہ دو کہ میں تم سے اس کا صلہ نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والا ہوں۔)

کے معنی یہ ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو یہ حکم دیا کہ آپ اپنی قوم کو یہ بتا دیں کہ آپ انھیں اللہ کی طرف سے نازل کردہ دین و شریعت کی جو تبلیغ کرتے ہیں۔ اور انھیں توحید خالص اور دیگر تمام احکام اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ تو اس پر ان سے کسی اجرت کا مطالبہ نہیں کرتے۔ بلکہ آپ یہ کام اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت اور اس کی رضا کے حصول کے لئے کرتے ہیں۔ اور اجر و ثواب کی امید صرف اور صرف اللہ سے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان آپ ﷺ سے یہ اعلان اس لئے بھی کروایا تاکہ آپ مشرکوں کے ان اوہام اور ظنون کا ذبہ کا ازالہ فرمادیں۔ کہ رسول انہیں اپنی اتباع کی اس لئے دعوت دیتا ہے کہ اس کے زریعہ وہ مال کمانا چاہتا ہے یا قوم کی سربراہی چاہتا ہے لہذا آپ نے ان کے سامنے یہ واضح فرما دیا کہ آپ انھیں حق کی دعوت محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دیتے ہیں۔

اسی طرح دیگر تمام انبیاء کرام علیہ السلام نے بھی اپنی اپنی قوموں کو جو دعوت دی تو اس پر لوگوں سے کسی قسم کی اجرت کا سوال نہیں کیا تھا۔ اس جواب کے پہلے فقرہ میں حدیث عمران بن حصین کے حوالہ سے یہ زکر کیا جا چکا ہے۔ کہ قرآن کو کمائی کا زریعہ بنانا اور قرآن پڑھ کر لوگوں سے سوال کرنا منع ہے۔ باقی رہا یہ سوال کے مانگنے والے کے منہ پر قیامت کے دن گوشت نہ ہوگا۔ تو یہ وعید ہر اس شخص کے لئے ہے۔ جو کسی اضطراری حالت کے بغیر لوگوں سے مانگتا ہے خواہ وہ قراءت قرآن کے حوالہ سے مانگے یا اس کے بغیر مانگے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لاتزال المسالة باحدكم حتى يلقى الله وليس فى وجهه مزعة لحم (صحيح مسلم كتاب الذكواة ومسند احمد)

''سوال تم میں سے کسی ایک کے ساتھ چمٹا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا۔ تو اسکے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔''

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

مايزال الرجل يسال الناس حتى ياتى يوم القيامه وليس فى وجهه مزعة لحم (صحيح البخاري كتاب الذكواة صحيح مسلم كتاب الذكواة)

''آدمی لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کے منہ پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔''

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

من سال الناس اموالهم تكثرا فانما يسال جمرا فليستقل اوليستكثر (صحيح مسلم كتاب الزكواة سنن ابن ماجه مسند احمد)

''جو شخص اپنے پاس زیادہ مال جمع کر لینے کی غرض سے لوگوں سے سوال کرتا ہے تو وہ آگ کے انگاروں کا سوال کرتا ہے۔ اب چاہے ان کو کم کر لے یا زیادہ کر لے۔''

جو آدمی لوگوں سے قرآن کے حوالے سے مانگتا ہے۔ اگر فقیر ہے تو حدیث عمران کے مصداق ار اگر صاحب دولت ہے تو وہ ان تمام احادیث کے مصداق ہے۔ سوال میں مذکور حدیث کے الفاظ ہمارے علم کی حد تک کسی صحیح حدیث میں نہیں ہیں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی بن باز رحمہ اللہ

جلددوم